OPEN ACCESS: Al Khadim Research Journal of Islamic Culture and Civilization
ISSN (ONLINE): 2710-0235 https://www.arjicc.com ISSN (PRINT): 2710-0227
DOI: https://doi.org/10.53575/arjicc.v2.03(21)u8.103-110

جدیدیت اور عقل پسندی کا اسلامی نظریہ
ایک فکری بحث

Islamic view of modernism and rationalism
An intellectual debate

Dr. Sajjad Ali Raeesi
Associate Professor, Institute of Islamic Studies, Shah Abdul Latif University, Khairpur Mirs.

Dr. Rashida Parveen
Assistant Professor: Woman University, Mardan.

Ms. Nargis
Lecturer: Woman University, Mardan.

Received on: 08-10-2021 Accepted on: 10-11-2021

Abstract

There is a debate among the scholars that Islam is a complete code of life or it is just a spiritual experience. Mostly Muslims consider Islam to be a complete code of life. To them, it is a universal religion that pervades a person's entire life. In the other hand those who are not convinced of the universality of Islam, consider Islam to be an outdated and irrational system. According to them, Islam has no room for modernity and universality. The majority of Orientalist intellectuals are of the opinion that there is no other option for Islam except to accept Western thinking and Western modernism. However, there are several verses in Qur'an that call for reason and reflection of the universe. The Qur'an also commands reason to conquer the universe through intellect and contemplation. This version of Quran clearly shows that Islam is not against modernism nor opposes to use of reason (Aqal). This article discusses such misunderstandings and examines the arguments for modernity and rationalism in Islam.

Keywords: Shariyath, Fithrath, Taskheer, Ejtihad, Nass

مقدمہ:

اسلام دنیا کے تین بڑے الہامی مذاہب (یہودیت، عیسائیت، اسلام) میں سے ایک ہے۔ اکثر مسلمانوں کا عقیدہ ہے کہ اسلام ایک جامع و آفاقی مذہب ہے جو انسانی زندگی کے ہر شعبے میں ہدایات فراہم کرتا ہے۔ اس لئے کہا جا سکتا ہے کہ اسلام ایک مکمل ضابطہ حیات کا نام ہے۔ جو

لوگ دین اسلام کی آفاقیت کے قائل نہیں ہیں وہ لوگ اسلام کو فرسودہ اور غیر عقلی اصولوں پر مشتمل ایک نظام تصور کرتے ہیں۔ان کے نزدیک دین جدیدیت کا مخالف ہے۔ان کے مطابق دین اسلام میں جدیدیت اور آفاقیت کی کوئی گنجائش نہیں ہے۔ مستشرق دانشوروں میں اکثریت کی یہی رائے ہے کہ اسلام کیلئے کوئی دوسرا انتخاب نہیں ہے۔ جدیدت کے لئے مغربیت لازمی ہے۔ کیونکہ اسلام جدیدیت کا کوئی متبادل پیش نہیں کرتا ہے۔ یہ مقالہ انہیں سوالوں کو مد نظر رکھ کر مرتب کیا گیا ہے کہ یہ پرکھا جائے کہ اسلام جدت پسندی کو کس نظر سے دیکھتا ہے۔

اعتقادی طور پر اسلام غیر متغیر حقائق کا حامل ہے یقیناً اس میں تغیر پذیری ممکن نہیں ہے جیسے اسلام کے اعتقادی مسائل ہیں۔ خدا ایک ہے حضرت محمد ﷺ اللہ کے آخری رسول ہیں اسی طرح عقیدہ قیامت ہے۔دین اسلام کے تمام اعتقادی مسائل اور اس کے تشریعی احکام فطرت کے عین مطابق ہیں۔ فطرت ایک ایسی شئے ہے جس کا انکار کوئی صاحب عقل انسان نہیں کر سکتا ہے۔ قرآن مجید میں دین اسلام کے اعتقادی مسائل جیسے وجود باری تعالی، توحید وغیرہ کی شناخت مظاہر قدرت کے معرفت سے مشروط کیا ہے تاکہ کوئی انسان اس کا انکاری نہ بن سکے۔ یہی مظاہر قدرت فطرت انسانی کے عکاس بھی ہیں۔ یہی وجہ ہے کہ اللہ تعالی نے انسانیت کو فطرت سے منسلک رہنے کی ہدایت کی ہے۔

"فأقم وجهک للدین حنیفا ؕ فطرت الله التی فطر الناس علیها لا تبدیل لخلق الله ذلک الدین القیم ولکن أکثر الناس لا یعلمون۔"[1] "پس آپ اپنا رخ اللہ کی اطاعت کے لئے کامل یک سوئی کے ساتھ قائم رکھیں۔اللہ کی (بنائی ہوئی) فطرت (اسلام) ہے جس پر اس نے لوگوں کو پیدا فرمایا ہے (اسے اختیار کر لو)، اللہ کی پیدا کردہ (سرشت) میں تبدیلی نہیں ہو گی، یہ دین مستقیم ہے لیکن اکثر لوگ (ان حقیقتوں کو) نہیں جانتے۔"[2]

"علامہ طباطبائی کے مطابق آیہ فطرت میں خداوند متعال حقیقت میں اس سے پچھلی آیتوں کا نتیجہ بیان فرماتا ہے۔ آپ لکھتے ہیں: چونکہ پچھلی آیتوں میں خدانے معاد، انسانوں کے زندہ کئے جانے اور آخرت میں ان سے حساب کتاب لئے جانے کو ثابت کیا ہے، اس آیت میں فرماتے ہیں کہ جب یہ ساری باتیں صحیح اور ثابت ہیں تو نتیجہ یہ نکلتا ہے کہ خدا سے منہ نہیں پھیرنا چاہئے اور صرف ایک ایسے دین کی پیروی کرنی چاہئے جسے خدانے بھیجا ہے کیونکہ تمام ادیان میں صرف وہی دین انسان کی خلقت اور اس کے فلسفے سے مطابقت رکھتا ہے"[3]

جہاں اسلام کے اعتقادی مسائل غیر متغیر ہیں وہی پر دین اسلام کے تشریعی احکام بھی اپنے جوہر کے لحاظ سے غیر متغیر ہیں تاہم اپنے مظہر کے لحاظ سے اس میں بھی تغیر پذیری ممکن ہے۔ یعنی اعتقادی نظریات اپنے جوہر و مظہر میں غیر متغیر ہیں لیکن شریعت کے احکام (جس کو فروع دین بھی کہا جاتا ہے) اپنی اصلیت میں غیر متغیر حقیقت ہیں لیکن اپنے مظہر کے اعتبار سے متغیر ہیں۔ چونکہ احکامات اور عبادات جس کو اصطلاح میں شرعی احکام کہا جاتا ہے اس میں بھی جدیدیت سے متضاد روح موجود نہیں ہے۔ زمانہ یا وقت کے مطابق ان میں تغیر پذیری کا ملکہ موجود ہے۔ البتہ احکام میں یہ تغیر پذیری (زیادہ تر) وقتی ضرورت کی وجہ سے ہے، جیسے حالت سفر یا بیماری میں روزہ کی چھوٹ بحالت مجبوری ہے۔ وقتی ضرورت کے تحت احکام میں تبدیلی سے یہ استنباط کرنا غلط ہے کہ یہ احکام میں جدیدت کی ایک نئی شکل ہے۔ جدیدیت ہمیشہ نئے

اقدار پر پرانے اقدار کا خاتمہ ہونے پر منحصر ہوتی ہے جبکہ احکام میں فقہی اعتبار سے رونما ہونے والی بعض تبدیلیاں وقتی ضرورت کے تحت ہوتی ہے اور وقتی ضرورت ختم ہونے پر احکام اپنے دوبارہ اصلی حالت قدیمہ میں باقی رہ جاتے ہیں۔یعنی یہ تصور ہی غلط ہے کہ جدیدیت کی نئی شکل وہی ہوگی جس میں قدیم اقدار کو جدید اقدار میں بدل دیا جائے بلکہ ہمارے نزدیک جدیدیت کی اصل شکل یہی ہے کہ زمانے کے تقاضوں اور اسکی ارتقاء میں دین (اعتقاد واحکام) رکاوٹ نہ بنے۔لہذا احکام دین کہیں سے بھی جدیدیت کے لئے رکاوٹ نہیں بنتے ہیں۔جہاں تک عقائد اسلام کا تعلق ہے تو جان لینا چاہئے کہ دین کے عقائد در حقیقت قلبی تسخیر کا نام ہے اس اسلامی عقائد دنیاوی ترقی اور ترویج اور جدیدیت کی کسی بھی شکل میں رکاوٹ نہیں ہے۔ایک مسلمان عقیدہ توحید کا قائل ہے تو اس کا یہ عقیدہ ہر گز دنیاوی ارتقاء میں اس کے لئے رکاوٹ نہیں ہے۔اسی طرح دین اسلام کے احکام اپنے اصل میں غیر متغیر ہیں۔البتہ اس کی تفہیم و تشریحات میں بعض جزئیات قابل تغیر ہیں اس کو دنیا کے تقاضوں کے ساتھ ہم آہنگ کرنے کے لئے اسلام میں اجتہاد کا نظریہ موجود ہے۔لیکن یہ بات بھی ذہن نشین رہے کہ دین میں اختراع دین کے نام سے جائز نہیں ہے۔اختراعات کا تعلق دنیا کے موجودات سے ہیں نہ کہ نظریات سے۔ نظریات میں اختراع کچھ مخصوص غیر متغیر حقیقتوں کی توضیح و تشریح میں ممکن ہے جن کو اجتہاد کا نام دیا جاسکتا ہے۔یاد رہے اجتہاد در مقابل ''نص'' نہیں ہو سکتا ہے۔

"ان دو صورتوں کے درمیان ایک تیسری صورت بھی ہے جس میں اجتہاد کی گنجائش نہیں اور اس میں داخل ہونے کی ضرورت بھی نہیں ہے کیونکہ یہ شریعت کے متعلق نصوص قطعیہ کا باب ہے مثلا فرائض یعنی نماز، روزہ، حج، زکوۃ کا وجوب اور یقینی محرمات مثلا زنا، شراب نوشی، سود اور اس کے علاوہ بڑے بڑے مسائل مثلا احادیث وراثت جن کے متعلق قرآن میں نصوص وارد ہیں اور اس طرح قصاص و حدود کے احکامات اور مطلقات وفوت شدہ خاوندوں والی عورتوں کی عدت وغیرہ اور اسی طرح دوسرے احکام و مسائل جن بارے میں قطعی الثبوت اور قطعی الدلالت نصوص آچکی ہیں ان میں اجتہاد نہیں کیا جاسکتا۔"[4]

یاد رہے کہ نص قطعی ان واضح اور بین دلائل کو کہا جاتا ہے جس کی تفہیم بہت آسانی سے سمجھ میں آجائے۔اس کا مطلب یہ ہے کہ اللہ تعالی نے جن چیزوں کو قرآن وسنت کے طور پر غیر متغیر بنایا ہے ان تمام عقائد واحکامات کو ایک ایک کر کے جائزہ لیا جائے تو کہیں نظر نہیں آتا ہے کہ جدت پسندی میں یہ عقائد واحکامات رکاوٹ بنتے ہوں۔البتہ جدت پسندی یا جدیدیت کا مفہوم اور تعریف کو سمجھنے کی ضرورت اپنی جگہ موجود ہے۔تاریخی طور پر جدیدیت ایک مستقل اصطلاح کے طور پر مستعمل رہی ہے جس کا مفہوم یہی ہے کہ ہر غیر معقول اور روایت پسند باتوں سے انکار کو جدیدیت یا جدت پسندی کا نام دیا جاتا ہے۔اسی مفہوم میں قدیم جدیدیت نے مذہب کو غیر معقول قرار دے کر اس سے انکار کیا تھا۔

Modernism was, in a way, quite intolerant of forces of tradition or even anything supra-rational, let alone irrational.[5]

قدیم جدیدیت کے نظریات اپنی جدیدیت میں قدامت پسندی کے حامل تھے یہی وجہ ہے کہ دور جدید میں جدیدیت کے نظریات بہت حد تک مضمحل ہوئے۔جدید دور میں جدیدیت نے مذہب کو ایک نئے جہت سے قبول کرنا شروع کیا۔جدیدیت کی اس نئی شکل کو دور حاضر میں

دینی کثرت گراہی یا دینی تکثیریت کا نام دیا جانے لگا۔ جس کو انگریزی میں "Religious Pluralism" کہا جاتا ہے۔ اکثر محققین کے مطابق دینی پلورالیزم کی توثیق متعدد قرآنی آیات سے بھی ہوتی ہیں۔ ان آیات میں ایک بنیادی ترین آیت دینی پلورالیزم کی تفہیم کے لئے لازم ہے۔

وأنزلنآ إليك ٱلكتب بٱلحق مصدق ا لما بين يديه من ٱلكتب ومهيمنا عليه فٱحكم بينهم بمآ أنزل ٱلله ولا تتبع أهوآءهم عما جآءك من ٱلحقۚ لكل جعلنا منكم شرعة ومنهاجا ولو شآء ٱلله لجعلكم أمة وحدة ولكن ليبلوكم في مآ ءاتىكم فٱستبقوا ٱلخيرت إلى ٱلله مرجعكم جميعا فينبئكم بما كنتم فيه تختلفون۔[6]

اور (اے نبی مکرم!) ہم نے آپ کی طرف سچائی کے ساتھ کتاب نازل فرمائی ہے جو اپنے سے پہلے کی کتابوں کی تصدیق کرنے والی ہے اور اس (کے اصل احکام و مضامین) پر نگہبان ہے، پس آپ ان کے درمیان ان (احکام) کے مطابق فیصلہ فرمائیں جو اللہ نے نازل فرمائے ہیں اور آپ ان کی خواہشات کی پیروی نہ کریں، اس حق سے دور ہو کر جو آپ کے پاس آچکا ہے۔ ہم نے تم میں سے ہر ایک کے لیے الگ شریعت اور کشادہ راہ عمل بنائی ہے اور اگر اللہ چاہتا تو تم سب کو (ایک شریعت پر متفق) ایک ہی امت بنا دیتا لیکن وہ تمہیں ان (الگ الگ احکام) میں آزمانا چاہتا ہے جو اس نے تمہیں (تمہارے حسب حال) دیے ہیں، سو تم نیکیوں میں جلدی کرو۔ اللہ ہی کی طرف تم سب کو پلٹنا ہے، پھر وہ تمہیں ان (سب باتوں میں حق و باطل) سے آگاہ فرمادے گا جن میں تم اختلاف کرتے رہتے تھے۔[7]

یہ آیت واضح طور پر دینی تکثیریت گراہی کی طرف اشارہ کر رہی ہے۔ یوں جدیدیت نے دینی تکثیریت کی شکل اختیار کی۔ دور حاضر نے جہاں جدیدیت کی ایک نئی شکل اختیار کی وہی پر جدیدیت کا ایک عمومی مفہوم سائنس و ٹیکنالوجی کی ابھرتی طاقت کو بھی کہا جاتا ہے۔ مقالے ہذا میں جدیدیت سے ہماری مراد بھی یہی ہے۔ "سائنس اور ٹیکنالوجی کے ذریعہ انسان کو مادی زندگی میں بہت ساری سہولتیں فراہم کیں، بہت ساری پیچیدہ بیماریوں کا علاج دریافت کیا، تیز رفتار سفری سہولتیں پیدا کیں، لذت کے نت نئے سامان فراہم کئے، زمین کو چیرا، پہاڑوں کو زیر وزبر کیا، سمندر کی گہرائیوں تک رسائی حاصل کی، چاند اور ستاروں پر کمند ڈالا"[8] قدیم مذہبی نظریات اور قدیم جدیدیت کے نظریاتی ٹکراؤں نے جدید سائنسی ایجادات کو مذہب کے مقابل کھڑا کیا ہوا تھا۔ مذہب اسلام اور جدیدیت کے مابین نزاع کی بنیادی وجہ مذہبی کی فطری نظریات سے نابلد ہونا تھا۔ وقت گزرنے کے ساتھ ساتھ قرآنی اسرار و رموز اجاگر ہونے لگے اور جدیدیت نے اسلامی نظریات کو دینی پلورالزم کی شکل میں قبول کرنا شروع کر دیا۔ یاد رہنا چاہئے کہ اسلام دنیاداری میں فلسفیانہ ابحاث ہو یا جدید نیچرل سائنسز کے نظریات ہوں یا جدید دنیا کی آسمان کو چھونے والی ٹیکنالوجی ہو اسلام انسان کی اس ارتقاء کا مخالف نہیں ہے بلکہ اس کی تائید کرتے ہوئے نظر آتا ہے۔ مثال کے طور پر قرآن مجید کی اس آیت پر غور کریں تو بات واضح ہو جائے گی۔

" و سخر لكم الشمس و القمر دآئبين ۦ و سخر لكم اليل و النهار۔"[9] اردو زبان میں تسخیر کا لفظ کسی بھی شئے میں مکمل حاوی ہونا ہے تو اس کا مطلب یہ ہو گا کہ انسان اپنے عقل و فہم کو استعمال میں لاتے ہوئے چاند و سورج پر حاوی ہو سکتا ہے اور آج کا انسان کسی حد تک اس

میں کامیاب بھی ہوا ہے اور آنے والے وقتوں میں ملکیاتی ادراکات میں اور اضافہ ہوگا، تو یہ دین اسلام کے خلاف نہیں ہے بلکہ قرآنی نظریہ کے عین مطابق ہے۔ قرآنی مجید کی اس آفاقی روش ہی کی بنیاد پر قرآن کا کتاب معجزہ و جاویداں ہونا ثابت ہو جاتا ہے۔ لہذا یہ کہنا کہ دین اسلام جدیدیت کے خلاف ہے یہ سراسر دین اسلام پر تہمت ہے۔ جیسے کہ مشہور مستشرق سموئیل ہنٹنگٹن نے لکھا ہے کہ اسلام جدیدیت پسندی کا مخالف ہے۔ "اسلام کیلئے کوئی دوسرا انتخاب نہیں ہے۔ جدیدت کے لئے مغربیت لازمی ہے۔ اسلام جدیدیت کا کوئی متبادل پیش نہیں کرتا ہے۔"[10] شاید سموئیل کو دین اسلام کا نظریہ اجتہاد سے صحیح آگاہی نہ ہونے کی وجہ سے یہ غلط فہمی ہوئی ہے۔ اگر وہ دین کا نظریہ اجتہاد سے آگاہ ہوتے تو اس طرح کی بات ہر گز نہیں لکھتے۔ جو لوگ اسلام کی آفاقیت سے واقف ہیں۔ وہ سموئیل ہنٹگنٹن کی رائے سے کبھی بھی متفق نہیں ہو سکتے ہیں۔ جہاں تک رہی بات کہ مظاہر قدرت پر انسانی دسترس کو جدیدیت کا دوسرا نام دیا جائے تو اسلام اس جدیدت پسندی کا نہ صرف حامی ہے بلکہ مظاہر قدرت کی تسخیر کا بنیادی نظریہ ہی اسلام کا دیا ہوا ہے۔ حقیقت کا ادراک کرنے کے لئے مظاہر قدرت پر غور کرنے کی کا حکم اسلام نے دیا ہے۔ "تفکروا فی آلاء اللہ ولا تفکروا فی اللہ"[11] اللہ تعالیٰ کی نشانیوں (تخلیقات) پر غور و فکر کرو اور اللہ تعالیٰ کی ذات پر غور و فکر مت کرو۔" علم فلسفے میں حقیقت کی اصطلاح توحید باری تعالیٰ کے لئے مستعمل ہے۔ مخلوق کی جتنی بھی رفعت و عظمت ہو وہ خالق کی معرفت کا احاطہ نہیں کر سکتا ہے۔ یہی وجہ ہے کہ عقل کے وسیلے کے ذریعے اس حقیقت (خالق) کو درک کرنے کی کوشش انسان کرتا ہے لیکن صد فیصد اس کا ادراک کرنے سے عقل قاصر ہے یہی وجہ ہے کہ حقیقت کی واقعیت اور اس کا صد فیصد ادراک کرنے کا دعوی دنیا کا کوئی انسان یا مذہب نہیں کر سکتا ہے۔ بعض فلاسفر ز اس نقطے کی فہم میں غلط فہمی کے شکار ہوئے ہیں اور انہوں نے حقیقت (خالق) کو کوئی قابل تقسیم شئے (متعدد خالق) ہونے کے قائل ہوئے ہیں۔ اکثر فلسفیوں کے نزدیک حقیقت فی ذاتہ وجود سے خالی ہے بلکہ وہ جوہرات ہیں جن کے مظاہر تمام مذاہب میں کم و پیش موجود ہیں۔ یہ نظریہ وجود باری تعالیٰ کے خلاف ہے شاید یہی وجہ ہے کہ بعض علماء کرام اور دانشوروں نے علم فلسفہ کا ہی انکار کیا ہے۔ یہی وجہ ہے کہ امت مسلمہ کی اکثریت فلسفہ کو اپنے دینی دینی نصاب سے ہی خارج کیا ہے۔ فلسفی ابحاث کو حرام قرار دیا ہے۔ مشہور شاعر اکبر آلہ آبادی نے اسی نظریہ کو اپنے اشعار میں بیان کیا ہے۔

فلسفی کو بحث کے اندر خدا ملتا نہیں
ڈور کو سلجھا رہا ہے اور سرا ملتا نہیں
معرفت خالق کی عالم میں بہت دشوار ہے
شہر تن میں جب کہ خود اپنا پتا ملتا نہیں
غافلوں کے لطف کو کافی ہے دنیاوی خوشی
عاقلوں کو بے غم عقبی مزا ملتا نہیں۔"[12]

فلسفہ کے جواز و عدم جواز ہمارا موضوع نہیں ہے البتہ اتنا ضرور ہے کہ ادرکات ارضی اور اس کے علل پر غور و فکر کرنا اور پھر واقعت و حقیقت

تک رسائی یقیناً ایک مشکل اور تھکا دینے والا کام ہے۔ لیکن ہمارا مدعا یہ ہے کہ ایسا کرنے میں کوئی ممانعت قرآن و سنت سے نہیں ہے۔ کیونکہ فلسفی کا بنیادی ترین زاویہ غور و فکر اور تعقل و تفکر ہے تو ہم کہہ سکتے ہیں کہ یہ تمام ذرائع ادراک ارضی و سماوی کے لئے قرآنی ذرائع ہیں۔ میرے نزدیک یہ مغالطہ کی بنیادی وجہ اسلامی آفاقیت اور عالمگیریت کا نہ سمجھنا ہے تو دوسری طرف تعقل کو جزء معطل سمجھ کر نقلی علوم پر کلی اقتداء کرنا بنیادی وجہ بنتی ہے۔ جیسے علامہ اقبال نے بھی اس مسئلے پر منظر کشی کی ہے۔

"دنیا ہے روایات کے پھندوں میں گرفتار۔ کیا مدرسہ کیا مدرسہ والوں کی تگ و دو

کس کو معلوم ہے ہنگامہ فردا کا مقام۔ مسجد و مکتب و میخانہ ہیں مدت سے خموش"[13]

جہاں ایک طرف رجعت پسندوں نے اسلام میں جدت پسندی کی مطلقاً نفی کی ہے وہی پر جدت پسندوں نے اسلام کو رجعت پسندی قرار دے کر جدت پسندی کا خلاف تصور کیا ہے۔ یہ دونوں نظریات افراط و تفریط کا شکار ہیں۔ اسلام نہ مطلقاً رجعت پسند ہے اور نہ جدت پسند۔ بلکہ زمانے کے تقاضوں کے مطابق تغیر پسندی بھی ہے تو ادراکات ارض و سما میں تغیر پذیری ہے تو وہی پر نظریات اعتقادی میں رجعت پسندی ہے جو جدت پسندی کی نفی نہیں ہے۔ البتہ ان نظریات کی ادراک کے لئے غور و فکر کرنے کا حکم ہے۔ جیسے کہ اقبال کہتے ہیں۔

"سکوں محال ہے قدرت کے کارخانے میں۔ ثبات ایک تغیر کو ہو زمانے میں۔

تا بہ کے طور پ دریوزہ گری مثل کلیم۔ اپنی ہستی سے عیاں آتش سینائی کر۔

سلسلہ روز شب ساز ازل کی افغاں۔ جس سے بناتی ہے ذات اپنی قبائے صفات"14

اسلام میں جدت پسندی کا انکار کرنے کی ایک بنیادی وجہ عقل پسندی کی نفی ہے۔ مسلم علماء اور دانشوروں کی ایک کثیر تعداد تفہیم دین میں عقل کے کردار کی نفی کرتی ہے۔ جب کہ ہم سمجھتے ہیں کہ تفہیم دین کا خلاصہ توحید باری تعالی کا ادراک کرنا ہے جس کے لئے مظاہر قدرت پر غور و فکر کرنا ضروری ہے یہی وہ واسطہ وذریعہ ہے جس کو قرآن نے متعدد "افلا تعقلون، افلا تدرون، افلا تفکرون وغیرہ" سے بہت تاکید کی ہے۔ لیکن دوسری طرف تفہیم دین میں عقل کے کردار سے یہ الجھنیں پیدا ہوئی ہیں۔ بعض فلسفیوں کی عقل پرستی اور رجعت پسندوں کی دین میں عقلی تشریحات سے انکار کا نتیجہ دینی جہت سے دنیا کی تسخیریت میں رکاوٹیں بنی ہیں۔ یوں جدیدیت کا انکار ہونا ایک لازمہ بنتا ہے۔ "جدیدیت عقل کی خدائی اور مذہب سے بغاوت کا نام ہے۔"[15] یہ ایک بنیادی غلط فہمی ہے کہ دین میں عقل کا کوئی کردار نہیں ہے۔ اور یہی مسئلہ جدت پسندی کی نفی پر مجبور کرتا ہے۔ لہذا یہ ماننا ہوگا کہ عقل و فہم ہی وہ بنیادی ذرائع ہیں۔ جن کے توسط معرفت الہی کا حصول ممکن ہے۔ "قال النبي (صلى الله عليه وآله). لا دين لمن لا عقل له"[16] جس کے پاس عقل نہیں ہے اس کے پاس دین نہیں ہے۔ ہمارا کہنے کا مقصد کلی طور پر عقل پرستی نہیں اور نہ ہی عقل ہی قوت کاملہ ہے جو حقیقت تامہ اور مطلقہ کو درک کر سکے البتہ کمال انسانیت کا محور و مرکز اور تفہیم توحید باری تعالی کا ایک بنیادی ذریعہ عقل ہے۔ عقل کی اہمیت کو جدت پسندی اور رجعت پسندی کے الجھاوں میں ختم نہیں کرنا چاہئے۔ فلسفیوں نے بھی رجعت پسندوں کی طرح عقل کو کل کا کل قرار دے کر مذہب و دین کا انکار کیا ہے۔

"Philosophy of religious pluralism:
a. The doctrine that reality is composed of many ultimate substances.
b. The belief that no single explanatory system or view of reality can account for all the phenomena of life.[17]

علم، ہنر، عقل اور فہم و فراست انسان کو حقیقت تک قریب یا حقیقت کی واقعت کے جزئی ادراکات میں مدد فراہم کرتے ہیں ایسا نہیں ہو سکتا ہے کہ انسان کل کا کل حقیقت کی واقعت سے آشنا ہو سکے۔ نیز انسان کو جو ادراکات حاصل ہوتے ہیں وہ بھی حتمی نہیں ہوتے ہیں۔ انسانی تاریخ کا جائزہ لیا جائے تو اس بات کو بآسانی سمجھا جا سکتا ہے کہ دنیا کے انسانی تجربات اور انکشافات مرور زمانے کے ساتھ تبدل ہوئے ہیں اور آج کا انسان بھی یہ دعوی نہیں کر سکتا ہے کہ آج کے دور جدید کے انکشافات اور ادراکات ہمیشہ کے لئے ناقابل تغیر رہیں گے۔ پس اس بات کو تسلیم کرنا پڑے گا کہ حقیقت اور اس کی واقعیت حتمی اور غیر متغیر نہیں ہوتی ہیں، لہذا دنیا کا کوئی دین و مذہب ایسا نہیں ہو سکتا ہے کہ وہ کل کا کل حقیقت پر مبنی ہے۔ لیکن سوال پیدا ہوتا ہے کہ علم و عقل کے بنیاد پر ہونے والے انکشافات و ادراک حقیقت اور اس کی واقعیت پر مبنی نہیں ہوتے ہیں تو پھر حصول علم کو مستحسن کیوں سمجھا جاتا ہے، دنیا کا کوئی ایک بھی مذہب و دین ایسا نہیں ہے جو علم کو مستحسن تصور نہ کرتا ہے۔ لہذا یہ ماننا پڑے گا کہ واقعیت حقیقت کا ادراک تامہ ممکن نہیں ہے تاہم اس سلسلے میں انسانی ذہین جس انداز میں ارتقاء کرتا ہے جس کے نتیجے میں نت نئے تفکرات اور ایجادات وجود میں آتے ہیں اسلام اس سے باغی نہیں ہے۔

خلاصہ

خلاصہ کلام یہ ہے کہ اسلامی نظریات میں آفاقیت اور جدیدیت دونوں موجود ہیں۔ انسانی علم صرف حقیقت کی واقعیت کو کشف میں مدد فراہم کرتا ہے جس کے نتیجے میں نت نئے نظریات اور ایجادات کا وجود میں آنا بدیہات میں سے ہے اسلام ان ایجادات اور تغیرات کا مخالف نہیں ہے۔ دوسری بات جو قابل غور ہے کہ کیا حقیقت کا ادراک تامہ کا حصول کا ممکن نہ ہونے کا مطلب حقیقت مطلقہ یا حقیقت واقعی (خالق) کا انکار نہیں ہو سکتا ہے۔ کیونکہ انسانی دسترس محدودیت کا شکار ہے اس لئے کوئی محدودیت کسی لامحدودیت کا ادراک کیسے کر سکتی ہے۔ تاہم اسلام کو اس کی آفاقی و عالمگیری جہت کو مد نظر رکھتے ہوئے سمجھنے کی کوشش کی جائے تو جدیدیت کو اسلام کے مطابق پانا بآسانی ثابت ہو گا لیکن اگر اسلام کو مسلک و مکتب تک محدود کیا جائے تو پھر اسلام کی جدیدیت کے خلاف ہونے کے دلائل کو رد کرنا مشکل ہو گا۔

حوالہ جات

---

[1] القرآن: 30/30

1. Al-Quran: 30/30

[2] https://www.irfan-ul-quran.com/urdu/Surah-ar-Rum-with-urdu-translation/30/ (14/02/2021)

2. https://www.irfan-ul-quran.com/urdu/Surah-ar-Rum-with-urdu-translatin/30/ (14/02/2021)

[3] طباطبائی، محمد حسین، المیزان فی تفسیر القرآن، ترجمہ از شیخ حسن رضا غدیری، پاکستان: الغدیر اکیڈمی، مارچ 2011، ج16، ص177

3. Tabatbaei, Mohammad Hussan, Almezan fi Tafseer ul Quran, translated by Sheik Hassan reza Ghadeeri, Pakistan:Al-Ghadeer academy, March 2011, 16, P177.

[4] https://magazine.mohaddis.com/shumara/292-aug2000/3342-asri-masail-ky-liysharei-zawabat-ky-tahat-ejtehad (18/07/2021)

4. https://magazine.mohaddis.com/shumara/292-aug2000/3342-asri-masail-ky-liysharei-zawabat-ky-tahat-ejtehad (18/07/2021)

[5] https://www.dawn.com/news/841528/post-modernism-and-islam (19/07/2021)

5. https://www.dan.com/news/841528/post-modenism-and-islam (19/07/2021)

[6] القرآن:48/5

6. Al-Quran: 5/48

[7] القادری،ڈاکٹر طاہر،*عرفان القرآن*،لاہور: منہاج القرآن پبلیکیشنز،2005ء، سورہ مائدہ آیت ۴۸

7. Al-Qadri, Dr Tahir, Irfan ul Quran, Lahore: Minhajul Ul Quran publicatins, 2005, Surah Maida,vers 48

[8] بھٹو، محمد موسی، معاشرہ، جدیدیت اور اسلام، حیدر آباد، سندھ نیشنل اکیڈمی ٹرسٹ، لطیف آباد، اکتوبر1994، ص11

8. Bhtto, Mohammad Musa, Ma'ashro, Jadidiyat and Islam, Haiderabad: Sindh Natinal Academy Trust Latifabad, Oct 1994, P11

[9] القرآن:65/22

9. Al-Quran: 22/65

[10] سموئیل پی ہنٹنگٹن، تہذیبوں کا تصادم اور بین الاقوامی نظام کی تشکیل نو، مترجم: محمد احسن بٹ، لاہور: مثال پبلیشنگ، اردو بازار، 2003ء، ص39

10. Samuel Phillips Huntington, The Clash of Civilizatins and the Remaking of orld Order, translated by Mohammd Hassan Bhutt, Lahore: Mesal publishing urdu bazar, 2003, P39

[11] الاصبهاني، عبدالله بن محمد، المحقق: رضاء الله إدريس المباركفوري، الرياض: دار العاصمة، 1408، ج1، ص210

11. Alasbahani, Abdullah bin Mohammad, researched by Rezaullah Idris Almubarakphori, Alreyaz: Darul esmah, 1408h, 1, P210

[12] آبادی، اکبر آلہ، کلیات اکبر، شائع کردہ بزم کراچی، 14فروری 1952، ص41

12. Abadi, Akbar Ala, Kuliyat e Akbar, Shaiekarda Bazam e Karachi, 14 February 1952, P41

[13] فتحپوری، ڈاکٹر فرمان، اقبال سب کے لئے، کراچی: شعبہ تصنیف وتالیف، یونیورسٹی آف کراچی، طبع ثانی 1999ء، ص111

13. Fathepuri, Dr Farman, Iqbal sub kay lay, Karachi: Shobie Tanif wa Taleef, University of Karachi, 1999, P111.

[14] ایضا، ص303

14. Too, P303

[15] محمد ظفر اقبال، اسلام اور جدیدیت کشمکش، کراچی: ادارہ علم ودانش، طبع اول محرم الحرام 1436، ص42

15. Muhammad afar Iqbal, Islam wa Jadidiyath kashmakash, Karachi: Idara Elm wa Danish, Moharram ul Haram 1436H, P42

[16] المجلسي، محمد باقر، بحار الأنوار، بيروت: مؤسسة الوفاء، الطبعة الثانية 1403ھ-1983م، ج1، ص92

16. Al- Majlasi, Muhammad Baqar, Beharul Anwar, Beirut: Moassasa alwafa, 1403H, 1, P92

17. The American Heritage, Dictinary of the English Language, Published by Houghton Mifflin Company, 2009, p174